۹۳واں باب

بیعت عقبہ اولیٰ

۱۵۹ قرآن مجید کی پیشین گوئیاں حرف بہ حرف پوری ہو گئیں
۱۶۰ نبی ﷺ کو اللہ کی یہ ساری مدد کب ملی؟
۱۶۱ یثرب کے اوّلین چھ نو مسلم جنھوں نے بیعتِ عقبہ اولی کی راہ ہموار کی
۱۶۲ مدینے آنے والا پہلے گروپ کا قبولِ اسلام
۱۶۳ اوّلین چھ افراد کے نام بہ اعتبارِ حروفِ تہجی
۱۶۳ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ [یثرب میں اسلام کا پہلا علَم بردار]
۱۶۵ رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ
۱۶۵ قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ
۱۶۶ مدینے آنے والے دوسرے گروپ کی بیعتِ عقبہ اولی
۱۶۷ عقبہ کا محلِ وقوع
۱۶۹ وہ اُمور جن پر بیعت عقبہ میں عہد لیا گیا
۱۷۰ اسلام میں بیعت کی حقیقت
۱۷۱ ذکوان بن عبد القیس رضی اللہ عنہ
۱۷۱ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
۱۷۲ معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ
۱۷۲ یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

۹۳واں باب

بیعت عقبہ اولیٰ

بارھویں برس نازل ہونے والا قرآن مجید: بارھواں برس اختتام پذیر ہے۔ اس برس تین سورتیں نازل ہوئی ہیں، سُوْرَۃُ الرَّعْد، سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیم اور سُوْرَۃُ الْحِجْر؛ تینوں کا ایک خاص آہنگ ہے، جس پر گفتگو کے لیے تو ایک دفتر درکار ہے، تاہم ایک بہت اہم بات جو دہرا کر تینوں سورتوں میں مختلف انداز سے کہی گئی ہے اُس پر غور فرمایئے کہ ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قریش کے سرداروں کے لیے مہلتِ عمل ختم ہو گئی ہے اور اُن کو شرک پر اصرار کے ساتھ پیہم استہزاء اور تکذیب کی سزا ملنے والی ہے۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ [سُوْرَۃُ الرَّعْد]

اور اے نبیؐ، جس بُرے انجام کی دھمکی ہم اِن لوگوں کو دے رہے ہیں اُس کا کوئی حصہ خواہ ہم تمھارے جیتے جی دکھا دیں یا اس کے ظہور میں آنے سے پہلے ہم تمھیں اُٹھا لیں، بہر حال تمھارا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ [سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیم]

اُنھوں نے اپنی ساری ہی چالیں چل دیکھیں، مگر اُن کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ اُن کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ اُن سے ٹل جائیں۔ پس اے نبیؐ، تم ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ کبھی اپنے رسُولوں سے کیے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا۔ اللہ زبردست ہے اور انتقام لینے والا ہے۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ [سُوْرَۃُ الْحِجْر]

چھوڑو انھیں۔ کھائیں پئیں، مزے کریں، اور بھلاوے میں ڈالے رکھے اِن کو جھوٹی اُمید۔ عن قریب انھیں معلوم ہو جائے گا۔ ہم نے اِس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لیے ایک خاص مہلتِ عمل لکھی جا چکی تھی۔

قرآن مجید کی پیشین گوئیاں حرف بہ حرف پوری ہو گئیں

بار بار اِن آیات کو تلاوت فرمائیے، بے اختیار آپ کو دل گواہی دے گا کہ یہ صرف اور صرف اُس ہستی کا کلام ہو سکتا ہے جس کو یقینی طور پر مستقبل کے حال کا علم ہے اور وہ بھی پوری تفصیل کے ساتھ۔

نبی ﷺ کے سامنے اِس وقت دو گروہ ہیں جو دشمنی کی بنا پر سازشوں میں مصروف ہیں، سامنے سردارانِ مشرکین اور اُن کی پشت پر یہود جو اُنھیں روز نت نئے اعتراضات اور سوالات سکھاتے ہیں۔ اب ذرا پچھلے صفحے پر تین میں سے پہلی دی گئی سُوْرَۃُ الرَّعْد کی آیت پڑھیے اور دیکھیے کہ پیشین گوئی کس طرح پوری ہوئی کہ جو منکرین سامنے تھے یعنی سردارانِ قریش، اُن تمام کی سر بریدہ لاشیں، دو سال بعد میدان بدر میں اللہ کا رسول ؐ ایک گڑھے میں پھنکوا رہا تھا، بچ جانے والا ایک بداطوار راگ و رنگ اور موسیقی کے ذریعے اسلام کا راستا روکنے والا، نضر بن حارث جو مرنے سے بچ گیا تھا، مگر زندہ پکڑا گیا تھا، مدینۃ النبی لے جاتے ہوئے راستے میں وہ بھی جہنم رسید کیا گیا، خس کم جہاں پاک! باقی رہے یہود تو مکروہ جرائم کی پاداش میں اُن کی بڑی تعداد کو توریت کے مطابق خود آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں جلاوطن کیا اور ہزاروں کی تعداد میں قتل کروادیا اور باقی جو بچے وہ بھی آپ ﷺ کی وفات کے بعد امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حکم پر حجاز سے نکال دیے گئے۔

اب دوسرے نمبر پر درج سُوْرَۃُ اِبْرٰهِيْم کی دونوں آیات دیکھیے، وہ نبی ﷺ کے خلاف چلی جانے والی ایسے چالوں کے ناکام ہو جانے کا اعلان کرتی ہیں جن سے پہاڑ بھی ہوں تو ہل جائیں! ذرا غور کریں کہ ایک سال بعد سردارانِ قریش کو نبی ﷺ کے دروازے پر کھڑا دیکھیے، جو یک بارگی تلواروں کے ایک ہی وار سے آپ کو باہر نکلنے پر قتل کرنا چاہتے ہیں اور وہ ذاتِ گرامی ؐ بہ کمالِ اطمینان اُن کے درمیان سے اُن کے سروں پر خاک ڈالتا ہوئے نکل جاتے ہیں اور قریش اپنی ساری طاقت اور سارے رعب و دبدبے کے باوجود ایک اونٹ سوار کو تین سو کلو میٹر کے راستے میں پکڑ پانا تو درکنار تلاش تک نہیں کر پاتے ہیں۔ وہ بہ زبانِ حال چیلنج کرتے ہوئے سوئے مدینہ چلا جاتا ہے کہ کرلو جو کرنا ہے، اللہ ہمارے ساتھ ہے!

اور اب سُوْرَۃُ الْحِجْر کی درج آیات کی آخری کوٹیشن بھی دیکھ لیجیے جو اِن منکرین کے بارے میں نبی ﷺ کو بتا رہی ہیں: چھوڑو انھیں۔ کھائیں پیئیں، مزے کریں، اور بھلاوے میں ڈالے رکھے اِن

کو جھوٹی اُمید۔ عن قریب انھیں معلوم ہو جائے گا۔ کیا خوب معلوم ہوا! جو کچھ معلوم ہوا اُس پر حجاز کا ذرّہ، ذرّہ گواہ ہے، امریکا اور یورپ سے لے کر ایشیا کے قلب میں اسرائیل تک کی ساری یونی ورسٹیاں اگر لگا سکیں تو اپنے مؤرخین کو یہ ثابت کرنے پر لگا دیں کہ تاریخ نے حجاز میں گرم، جو معرکہ حق و باطل دیکھا تھا، وہ ثابت کرتا ہے کہ قرآن کی یہ تینوں پیشین گوئیاں درست نہیں تھیں، ایں خیال است و محال است و جنوں۔......اور سارے عالمِ اسلام کی جامعات، مدرسے، مذہبی سیاسی جماعتیں اور علم بردارانِ دین اس پر غور کریں کہ اُس معرکہ میں حق اِس شان سے کیوں جیتا تھا، اِس کی وجوہات ذرا دریافت کرلیں اور آج جو علم بردارانِ دین ذلت و نکبت کا شکار ہیں اُس کی بھی وجہ معلوم کریں۔

نبی ﷺ کو اللہ کی یہ ساری مدد کب ملی؟

اللہ کی یہ ساری مدد کب ملی؟..........تب ملی، جب اُس کے بندوں نے نتائج سے بے پروا ہو کر اپنے حصے کا کام پورا کر دیا، کوئی شارٹ کٹ اختیار نہیں کیا، کوئی مفاہمت نہیں کی اور جاہلیت کے ساتھ لڑنے کے لیے جاہلیت کے پسندیدہ میدان میں گھس کر نہیں بلکہ منکرین کو اور کشمکش کو اپنے میدان میں لا کر مارا اور حکمِ الٰہی: فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ پر عمل در آمد کا حق ادا کر کے دکھایا۔

یہ مدد کب اور کیوں آتی ہے اِس سوال کا جواب، بارہویں سال نبوت ﷺ میں نازل ہونے والی تینوں سورتیں خود لے کر آئی تھیں، بتا گئی تھیں کہ اپنے مشن پر جمے رہو، اطمینان رکھو اور خبردار اطمینان صرف اللہ کے ذکر سے ملتا ہے [الرّعد]۔ تمھارا دین کلمہ طیبہ پر قایم ہے، صرف اور صرف اسی کو دعوت کا محور ہونا چاہیے [سُوۡرَۃُ اِبۡرٰهِیۡم]، خبردار اغوائے شیطانی کا شکار نہ ہونا اور دنیا پرستی میں نہ لگ جانا۔ [سُوۡرَۃُ الۡحِجۡر]

- الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۸﴾ سُوۡرَۃُ الرَّعۡد
- اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ سُوۡرَۃُ اِبۡرٰهِیۡم
- قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاُغۡوِیَنَّهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۴۰﴾...... سُوۡرَۃُ الۡحِجۡر

یثرب کے حالات اسلام کے حق میں کیوں کر استوار ہوئے؟

یہ اہل یثرب کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اپنے حلیف، یہودِ یثرب سے سنا کرتے تھے کہ جلد ہی

ایک نبی بھیجا جانے والا ہے اور اب جلد ہی نمودار ہو گا۔ ہم اس کی پیروی کر کے اس کی مدد سے تمھیں عادارم کی طرح قتل کر ڈالیں گے۔ ہم نے اِس جلد کے پہلے باب لکھا تھا[صفحہ ۲۳] کہ گیارہویں برس پر اختتامی گفتگو اُن چھ سعادت مند یثربی، خزرجی اشخاص کے دائرہ ایمان میں داخل ہونے پر مکمل ہو گی جن کو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پناہ دینے کی راہ ہموار کرنے اور تاریخِ انسانی کا رخ موڑنے کا عَلم بردار بنادیا، جو مکہ کے انقلابی دستے کی دعاؤں اور صداؤں کی استجابت کا نشان بن گئے۔

سنہ گیارہ نبوی میں

یثرب کے اوّلین چھ نو مسلم جنھوں نے بیعتِ عقبہ اولیٰ کی راہ ہموار کی

اللہ، رب العالمین نے جب نبی ﷺ اور اُس کے ساتھیوں کو صبر واستقامت اور وفاداری کے ساتھ بندگیِ رب اور اشاعتِ دین میں مصروف دیکھ لیا اور وہ اُن کی اس روش کی پختگی کو ہر امتحان میں مضبوط سے مضبوط تر پایا تو اُس کی جانب سے بھی نبیوں اور اہلِ ایمان کو اپنی نصرت سے نوازنے کی سنت پر عمل در آمد ہونے کے اشارے ملنے شروع ہو گئے۔ یہ اشارے نازل ہونے والی کتاب اور عملی دنیا میں ہونے والے واقعات دونوں میں واضح نظر آنے لگے۔ گیارھویں سن نبوت کے ایّامِ حج (جولائی ۶۲۰ء) میں نبی ﷺ کی جماعت کو چند یثربی انقلابی اشخاص کی نصرت ومعیت حاصل ہوئی، جس نے پوری جاہلیت اور اسلام کے درمیان کشمکش کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ سردارانِ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے، جو تدابیر اور سازشیں کی ہوئی تھیں اُن کے پیشِ نظر، آپ ﷺ یہ کرتے کہ رات کی تاریکی میں [خیال رہے کہ اُس دور میں جب بجلی نہیں تھی تاریکی عشاء ہی کے وقت سے گہری ہو جاتی تھی] مختلف قبائل کے خیموں میں جاتے تاکہ رکاوٹ ڈالنے پر مامور مشرکین کی دخل اندازیوں سے بچتے ہوئے کام کر سکیں۔

اسی حکمت عملی کے مطابق ایک رات آپ ﷺ ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کے ہمراہ دعوتِ دین کے لیے بنو ذہل اور بنو شیبان بن ثعلبہ کے خیموں پر گئے اور اُن کو اسلام کی دعوت دی، اہلِ مکہ کی طرح اُنھوں نے کوئی بدزبانی نہ کی اور بڑے اچھے جواب دیے، مگر اسلام قبول کرنے کا کوئی عندیہ نہ دیا۔ بنو ذہل کے ایک ماہر انساب اور آپؐ کے رفیقِ خاص ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان سلسلہ نسب کے متعلق بڑی عالمانہ اور ماہرانہ گفتگو بھی ہوئی، مگر جاہلیت پر جمی پھوٹی قسمت نہ جاگی۔

یہاں سے نکل کر رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے دو رُفقاء کا مختصر سا سہ رکنی مبارک قافلہ منیٰ کی گھاٹی کے کنارے پہنچا تو کچھ لوگوں کو باہم گفتگو میں مصروف پایا........... یہ ایک تاریخ ساز لمحہ تھا........ آج امتِ محمدؐیہ، اللہ سے، اُس کی کتاب سے اور اللہ کے نبیؐ سے بے وفائی کے جرم میں اِس جیسے ایک لمحے کے لیے گزشتہ ایک ہزار سال سے بنی اسرائیلیوں کی مانند تاریخ کے بے رحم صحرا میں سرگرداں ہے۔ رات کی تاریکی تھی، تو کیا تھا، گیارہ برس جو دن رات اشاعتِ دین کی کوششیں کی تھیں اُن کا صلہ ملنے کا لمحہ آ گیا تھا، منیٰ کی پہاڑی گھاٹی میں اللہ کی جانب سے وہ مبارک لمحہ جو آیا تو لپک کر آپ ﷺ نے اُس کو پکڑ لیا۔ آپؐ اور آپ کے دونوں ساتھی اُن کے پاس جا پہنچے۔ یہ یثرب کے چھ جوان تھے۔

مدینے آنے والے پہلے گروپ کا قبولِ اسلام

رسول اللہ ﷺ اُن کے قریب پہنچ گئے اور پوچھا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ قبیلہ خزرج سے ہیں۔ [آنے والوں کی تکریم واستقبال کے لیے غالباً وہاں موجود لوگ کھڑے ہو گئے تھے۔] آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے آپ لوگ یہود کے حلیف ہیں؟ بولے، جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ پھر کیوں نہ آپ لوگوں سے بیٹھ کر کچھ بات چیت کی جائے۔ وہ لوگ بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی۔ ایک الٰہِ واحد کی طرف بلایا اور کتاب اللہ میں سے اُنھیں کچھ سنایا۔ انہوں نے آپس میں گفتگو کی، کہنے لگے کہ یہ تو وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کی جلد آمد کا کہہ کر یہود ہمیں دھمکیاں دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اِس سے قبل کہ یہود ہم پر سبقت لے جائیں ہمیں اس دعوت کو قبول کرنے اور اس نبی پر ایمان لانے میں سبقت کرنی چاہیے۔ یوں اُنھوں نے فوراً آپ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کر لیا اور اسلام کی دعوت قبول کر لی۔

یہ عظیم دانش ور اُس بات کو پا گئے جسے پورے گیارہ سال میں نبیؐ کی قوم نہ سمجھ سکی۔ وہ نہ صرف دعوت کی حقّانیت کو سمجھ گئے بلکہ اُنھوں نے یہ بھی جان لیا کہ یہ دین اُن کی دنیاوی فلاح کا بھی ضامن ہوگا۔ نبیؐ نے اپنی قوم سے بارہا کہا تھا کہ یہ دعوت قبول کر لو تو عرب و عجم تمھارے زیرِ نگیں ہوگا، مگر سردارانِ قریش کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے تھے۔ اللہ نے یثرب کو اس مقصد کے لیے تیار کیا تھا کہ اُس کا نبیؐ سارے عالم میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے وہاں مثالی اسلامی معاشرہ اور ریاست قایم کرے۔ یثرب کی زمین اس نئے دین کو قبول کرنے کے لیے بالکل تیار تھی، ماضی

قریب میں قائلہ کے بیٹوں [اوس اور خزرج] کے درمیان جنگ بعاث نے اسے زخموں سے چُور چُور کر کے امن و سلامتی کی تلاش میں سرگرداں کر دیا تھا، اسلام کی دعوت کے نتیجے میں آخرت کی بادشاہت کے ساتھ، اُنھیں یثرب میں نفرت اور جنگ کا خاتمہ بھی نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو چار سوال وجواب ہوئے، اِن تمام چھے افراد نے پیش کردہ پیغام کی شہادت دی اور وعدہ کیا کہ وہ اُن تمام احکامات و ارکانِ اسلام کی پابندی کریں گے جو اُن کے سامنے بیان کیے گئے ہیں۔ اُنھوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہم اپنی قوم کی بھلائی اور بہتری کے بارے میں مایوسی کا شکار ہیں، اُس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ کسی دوسری قوم کو آپس میں ایسی مخاصمت اور دشمنی میں اُس سے بڑھا ہوا آپ نہیں پائیں گے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے انھیں متحد کر دے گا۔ ہم واپس جا کر لوگوں کو آپ کے مقصد کی طرف بلائیں گے اور جو دین ہم نے خود قبول کر لیا ہے ان کے سامنے بھی پیش کریں گے۔ اگر اللہ نے آپ ﷺ [کی قیادت اور فرماں برداری] پر اُن کو متحد کر دیا تو پھر آپ سے بڑھ کر عزت و مرتبے والا کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ قبولِ اسلام کے بعد جب یہ لوگ یثرب واپس ہوئے تو اپنے ساتھ اسلام کا پیغام بھی لے گئے اور ہر گلی کوچے میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہونے لگا۔

اوّلین چھ افراد کے نام بہ اعتبارِ حروفِ تہجی

۱: اسعد بن زرارہ [ابو امامہ] رضی اللہ عنہ بنو نجار؛ ۲: جابر بن عبد اللہ بن رئاب’’ [ریاب] رضی اللہ عنہ بنو عبید
۳: رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ بنو زریق؛ ۴: عقبہ بن عامر بن نابی رضی اللہ عنہ بنو حرام
۵: عوف بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ بنو نجار؛ ۶: قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ بنو سلمہ

اِن تمام افراد کے خاندانوں کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ آٹھ افراد تھے، جن میں مذکورہ افراد کے علاوہ معاذ بن الحارث اور عبادہ بن صامت کو بھی شرفِ شمولیت حاصل تھا۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ [یثرب میں اسلام کا پہلا علم بردار]

آپ کا نام اسعد اور کنیت ابو امامہ تھی، قبیلہ بنو خزرج کے خاندان نجار سے تھے۔ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے ہی بت پرستی کے خلاف تھے، اسلام میں داخل ہونے والے پہلے چھ افراد کے قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔ عقبہ میں ہونے والی دونوں بیعتوں میں باوجود کم عمری کے ایک نوع

’’ بعض مؤرخین نے جابرؓ کے بجائے حارثؓ لکھا ہے، مگر بیشتر کا جابرؓ پر اتفاق ہے، بہر طور یہ اختلاف غیر اہم ہے۔

کے سر خیل [لیڈروں میں] تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں اُن کے قبیلے بنو نجار کا نقیب مقرر کیا تھا، ایک روایت کے مطابق وہ 'نقیب النقبائ' بھی تھے۔۔ اپنی قیام گاہ کے علاقے حرہ بن بیاضیہ میں سب سے پہلے انھوں نے مسلمانوں کو اکھٹا کر کے جمعے کی نماز پڑھائی۔ جسے بعد میں دربارِ نبوت سے سندِ قبولیت مل گئی اور تا قیامت مسلمانوں کے لیے جمعے کا دن اجتماعی عبادت و اجتماعی معاشرتی ضروریات و تقریبات کو پورا کرنے کا دن قرار پایا۔ صحابہؓ میں سے بعض، امت کو یہ عظیم تحفہ دینے پر جمعے کی اذان سُن کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو خصوصی دعائیں دیتے تھے۔

ایک برس بعد مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے نمایندے بن کر اسلام کی اشاعت کے لیے یثرب آئے تو اسعد بن زرارہؓ ہی کے گھر قیام کیا اور اِن ہی کی رہبری میں لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو انتہائی بار آور ہوئیں اور انجام کار سرداران اوس و خزرج اور عوام کی اکثریت ہم نوا ہو گئی اور نبی ﷺ کو مدینے آکر [دینی و سیاسی] قیادت کرنے کی دعوت دی گئی، جس کا تذکرہ ہم اگلی [یعنی ساتویں] جلد میں تیرہویں سال کے اختتام پر بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر کریں گے۔ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی ہی کوششوں کا نتیجہ نکلا کہ یہود سے ماسوا، مدینے کی کم و بیش ساری آبادی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئی [منافقین بھی ظاہری اسلام کا لبادہ اوڑھنے پر مجبور ہو گئے]۔ مسجد نبوی ابھی زیر تعمیر ہی تھی کہ اسعدؓ کی وفات ہو گئی۔ ہجرت کے بعد مدینے میں سب سے پہلے موت سے ملاقی ہو کر، اللہ کے حضور کوچ کرنے والے آپؓ ہی تھے اور رسول اللہ ﷺ نے پہلی نمازہ جنازہ آپؓ ہی کی پڑھائی، جنت البقیع میں بننے والی پہلی قبر آپؓ ہی کی تھی، بقول شاعرع: زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے! نبی ﷺ تو سارے عالم کے رہ برو رہ نما تھے، شہرِ یثرب کو مدینۃ النّبی کو بنانے والے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت مدینہ کے لیے ایک بابائے قوم کی ہے، یہ کم جانا جانے والا تاریخِ اسلامی کا وہ گم نام سپاہی ہے کہ اشاعتِ اسلام میں اِسؓ کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کا قایم کردہ مرکز: یثرب کے شمال میں تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر حرہ بنی بیاضہ میں اسعدؓ بن زرارہ کا مکان تھا۔ یہ نقیع الخضمات نامی علاقے میں تھا۔ اوّلین چھ افراد نے واپس آکر مدینے میں اشاعت دین کا کام شروع کر دیا اور سب کے مکانات اشاعتِ دین کے مراکز بن گئے۔ اسعدؓ بن زرارہ کا یہ مرکز اپنے محل وقوع کے اعتبار سے عمدہ ہونے کے علاوہ اپنی افادیت اور نتائج میں مدینے میں قایم ہونے والے دیگر مراکز سے بہتر ثابت ہوا۔

۲. رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ

یثرب کے چھ اوّلین مسلمانوں میں رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، قبیلہ خزرج کے سلسلے بنو زریق سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو ملک وابو رفاعہ شہداء احد میں سے ہیں۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر جب مختلف قبیلوں کے لیے نقیب مقرر کیے گئے تو آپ بنو زریق کے نقیب مقرر ہوئے۔ آپؓ نے اشاعتِ اسلام میں بڑی ہی سرگرمی دکھائی۔ بنی زریق کی مسجد میں سب سے پہلے قرآن پاک آپؓ نے پڑھایا۔ بدر اور احد، دونوں میں شریک رہے، بعض مؤرخین مستند تاریخی بیانات کی عدم دست یابی کی بنا پر بدر میں آپؓ کی شرکت کو یقینی گمان نہیں کرتے ہیں، تاہم اِن کے بیٹے رفاعۃ رضی اللہ عنہ کی شہدائے بدر میں شمولیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد [شوال ۳ھ] میں شہادت پائی۔

رافعؓ بن مالک کی تعمیر کردہ، مسجدِ بنی زریق:

بنو زریق کے نقیب اور معلم رافعؓ بن مالک ہی تھے۔ بیعت عقبہ اولی کے موقع بارہ سال کی مدت میں جس قدر قرآن نازل ہو چکا تھا، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان کو عنایت انھوں نے یثرب واپس آتے ہی اپنے قبیلے کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ بستی میں ایک چبوترے پر تعلیم کا سلسلہ شروع کیا، بعد میں اسی چبوترہ پر مسجدِ بنی زریق کی تعمیر ہوئی۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم یثرب تشریف لائے تو رافعؓ کی اشاعتِ دین کی سرگرمیوں اور نتائج کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

۳. قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ

یثرب کے چھ اوّلین مسلمانوں میں سے ایک قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی کنیت ابو زید کنیت تھی، خزرجی ہیں، عقبہ اولی اور عقبہ ثانیہ، دونوں ہی میں شریک رہے۔ غزوہ بدر، غزوہ احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ہم راہ جہاد و قتال میں حصہ لیا، غزوۂ بدر میں نہایت پامردی اور جانبازی سے لڑے، مسلمانوں اور کفار کی صفوں کے درمیان میں ایک پتھر پھینکا اور کہا کہ جب تک یہ نہ بھاگے گا میں بھی دشمنوں سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگوں گا! غزوہ احد میں ۹ زخم کھائے اور فتح مکہ میں بنو سلمہ کی علم برداری کا فخر ملا [نہیں معلوم کہ اللہ کے نزدیک وہ زخم زیادہ قیمتی ہیں یا فتح مکہ کی علم برداری، واللہ اعلم]۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

مدینے آنے والے دوسرے گروپ کی بیعتِ عقبہ اولیٰ

اگلے برس [بارہویں برس کے ذوالحجہ میں] بارہ [۱۲] افراد کی آمد

بارہویں سالِ نبوت کے دوران، اسلام کی اشاعت کے لیے یثرب کے چھ اولین مسلمانوں نے جو کاوشیں کیں، اُن کی گزشتہ صفحات میں تفصیل سے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مدینے میں اِن نو مسلموں کو کوئی مزاحمت سرے سے پیش ہی نہیں آئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مدد تھی۔ ایک ہادی ورہنما کے منتظر لوگوں کے درمیان اِن حضرات نے دعوت کو اس ایجابی طور پر پیش کیا کہ کوئی دشمنِ دین بن کر مزاحم ہی نہیں ہوا۔ یہ لوگ اگلے سال یعنی نبوت کے بارہویں برس حج کے دنوں (یعنی ذوالحجہ ۱۲ سن نبوی مطابق جولائی سن ۶۲۱ء) میں اپنے ساتھ سات مزید لوگوں کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، گزشتہ چھ میں سے ایک، جابر بن رئاب رضی اللہ عنہ کسی مجبوری کی بنا پر نہیں آسکے تھے یوں ۷+۵ یہ کل بارہ آدمی تھے جو آپ ﷺ کے پاس آخرت کی جنتوں کی طلب کے ساتھ عرب وعجم پر غلبۂ دین کے علم بردار بننے کی آرزو لے کر حاضر ہوئے تھے۔

شرکائے بیعتِ عقبہ اولیٰ کے اسمائے گرامی بہ اعتبارِ حروفِ تہجی اور اُن کے خاندانوں کا نام

۱ ابوالہیثم بن التیہانؓ ..... بنو عبدالاشہل
۲ اسعد بن زرارہؓ .... بنو نجار
۳ ذکوان بن عبدالقیسؓ .... بنو زریق
۴ رافع بن مالک بن عجلانؓ .... بنو زریق
۵ عبادہ بن صامتؓ .... بنو غنم
۶ عباس بن عبادہ بن نضلہؓ .... بنو سالم
۷ عقبہ بن عامر بن نابیؓ .... بنو حرام
۸ عوف بن حارث بن رفاعہؓ .. بنو نجار
۹ عویم بن ساعدؓ .... بنو عمرو بن عوف
۱۰ قطبہ بن عامر بن حدیدہؓ ..... بنو سلمہ
۱۱ معاذ بن الحارثؓ .... بنو نجار
۱۲ یزید بن ثعلبہؓ [ابوعبدالرحمٰن] بنو غنم

جابر رضی اللہ عنہ دوسرے برس نہ آسکے اس لیے اوپر فہرست میں جابرؓ کا نام شامل نہیں ہے۔ اُن کو شامل کر لیں تو دو سالوں میں یثرب سے آنے والے کل تیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں، چھ گیارہویں برس میں، بارہویں برس پہلے چھ میں سے پانچ دوبارہ تشریف لائے، اُن کے علاوہ سات مزید بھی تھے[۷+۶=۱۳]۔ سوائے دو افراد ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ اور یزید بن ثعلبہؓ رضی اللہ عنہ کے جن کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا باقی تمام کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ میں عقبہ کے پاس ملاقات کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتوں پر بیعت کی۔ یہ باتیں تقریباً ویسی ہی تھیں جن پر آیندہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے موقع پر خواتین سے بیعت لی گئی، جن امور پر بیعت لی گئی ہم اُن کا تذکرہ عقبہ کے محلِ وقوع کو بیان کرنے کے بعد کریں گے اِن شاء اللہ۔

عقبہ کا محلِ وقوع

عقبہ پہاڑ کی گھاٹی یعنی تنگ پہاڑی گزرگاہ کو کہتے ہیں۔ مکہ سے منیٰ آتے ہوئے جہاں پہلا اور بڑا جمرہ پڑتا ہے وہاں پہنچنے کے تنگ پہاڑی راستے کا نام عقبہ (عقبہ= ع قَ ب ہ پہلے تین حروف پر زبر ہے آخری ہ ساکن ہے Aqabah) منیٰ سے مکہ جائیں تو منیٰ کے عقب میں یعنی پیچھے کی جانب بڑے جمرے کے قریب، جس پر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو کنکری ماری جاتی ہے وہ اسی گزرگاہ کے سرے پر واقع ہے اس لیے اسے جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔ اس جمرۃ کا دوسرا نام جمرۃ الکبریٰ بھی ہے۔ باقی دو جمرے عرفات کی جانب آگے کو تھوڑے فاصلے پر واقع ہیں۔ چونکہ منیٰ کا پورا

میدان جہاں حجاج قیام کرتے ہیں، ان تینوں جمرات اور میدانِ عرفات کے درمیان واقع ہے، اس لیے ساری چہل پہل اُدھر ہی رہتی تھی اور کنکریاں مارنے کے بعد اس طرف لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا تھا۔ اسی لیے نبی ﷺ نے بیعت لینے کے لیے اس گھاٹی کو منتخب کیا اور اسی مناسبت سے اس کو بیعتِ عقبہ کہتے ہیں۔ اس علاقے میں ایک مسجد، مسجد البیعۃ کے نام سے ہے، راقم کا گمان ہے [جس کے غلط ہونے کا احتمال ہے] کہ یہ اُس مقامِ اصلی کو ظاہر نہیں کرتی [کیوں کہ مجھے اس کی مستند شہادت لٹریچر میں نظر نہیں آئی] جہاں بیٹھ کر بیعت لی گئی، بس یہ اُس علاقے کو ظاہر کرتی ہے جس علاقے میں یہ بیعت عقبہ والی گھاٹی واقع ہے۔

اب یہاں سے پہاڑوں کو توڑ کر کشادہ سڑکیں نکال لی گئی ہیں۔ پچھلے صفحے پر سٹیلائٹ سے لی گئی ایک تصویر میں مسجد الحرام سے منیٰ تک کا سارا علاقہ نظر آ رہا ہے۔ منیٰ اور مسجد الحرام کے درمیان جمرات بھی نظر آ رہے ہیں۔ جمرات سے مغربی جانب منیٰ کو اور مشرقی جانب مسجد الحرام کو راستہ [کشادہ سڑکیں] جا رہا ہے۔ جمرات کو احاطہ کیے، لکیروں سے ایک مستطیل کھینچا گیا ہے، اس مستطیل کے اندر کے علاقے کی تصویر بڑی کر کے اس صفحے پر نیچے دکھائی گئی ہے۔ دونوں تصاویر میں دائرے ہیں جن کے بارے میں گمان کیا جا سکتا ہے کہ یہاں کہیں دو پہاڑوں کے درمیان ایک گزر گاہ [گھاٹی] رہی ہوگی جسے عقبہ کہا جاتا تھا، جہاں دورِ نبوت کے بارہویں اور تیرہویں برسوں میں حج کے مواقع پر بیعتِ اولیٰ اور بیعتِ ثانیہ ہوئی تھیں جو بیعتِ عقبہ اولیٰ اور بیعتِ عقبہ ثانیہ کے ناموں سے جانی

جاتی ہیں۔ کنکریٹ کے پلوں اور تارکول کی سڑکوں کے جنگل میں کہیں وہ جگہ ہے جہاں نبی آخر الزماںؐ نے تاریخ ساز لمحوں میں یثرب سے آئے انقلابی نوجوانوں کو دین کی دعوت دی تھی اور اُنھوں نے اسلام کو اپنا مستقبل بنانے کا اعلان کیا تھا۔ اگلے صفحے پر نیچے کی جانب دی گئی تصویر سے مکہ سے عرفات تک کا نقشہ سمجھا جا سکتا ہے۔ جمرۃ الکبریٰ اور منی کی حدود کے آغاز کے درمیان کہیں وہ مقام ہو گا جہاں آنے والی دنیا کو بدل دینے والے مل بیٹھے تھے - مسجد البیعۃ کی جگہ پر ایک دائرے کا نشان لگایا گیا ہے۔ یہاں یہ بات ضرور پیش نظر رہے کہ تاریخی مقامات کو ایک معلوماتی یا علمی کاوش کے لیے دیکھنا ایک علیحدہ امر ہے اور کسی جگہ زیادہ ثواب والی عبادت سمجھ کر جانا ایک علیحدہ امر ہے۔ سوائے تین مساجد مسجد الحرام (کعبۃ اللہ)، مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) اور مسجد نبوی کے کسی اور مسجد یا جگہ کے لیے ثواب کی امید پر سفر کرنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

وہ اُمور جن پر بیعت عقبہ میں عہد لیا گیا

عقبہ کی پہلی بیعت کی تفصیل بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : آؤ، مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ :

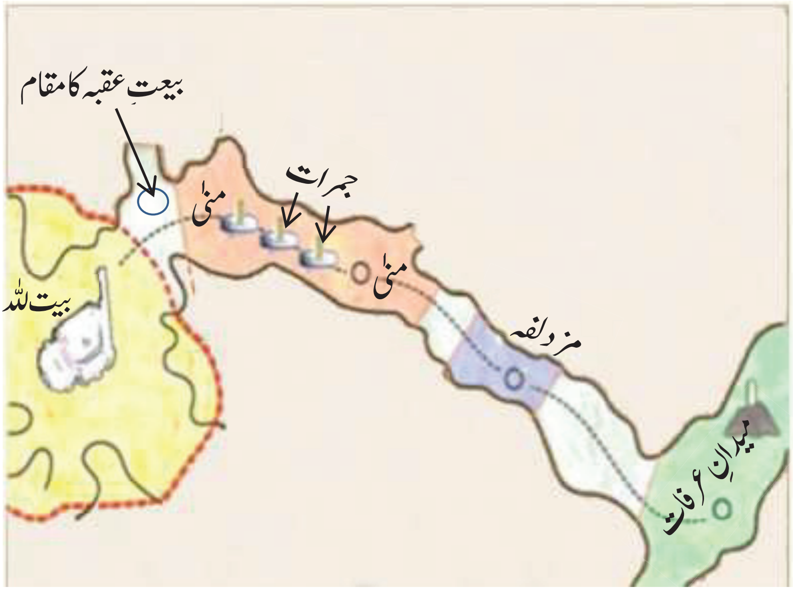

- اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے
- چوری نہ کروگے
- زِنا نہ کروگے
- اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے
- اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان سے گھڑ کر [اپنے دل سے بنا کر] کوئی بہتان نہ لاؤ گے

اور

- کسی بھلی بات میں میری نافرمانی نہ کروگے۔

جو شخص یہ سارے عہد پورے کرے گا، اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جس نے ان میں سے کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کیا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اگر وہ اِس دنیا میں پکڑا گیا اور سزا مل گئی تو وہ اس گناہ کا کفارہ ہو گیا اور اگر اللہ نے اس پر پردہ ڈال دیا، تو اللہ چاہے گا تو سزا دے گا اور چاہے گا تو معاف کر دے گا۔

بعض روایات میں درجِ ذیل مزید تین امور کا تذکرہ بھی ملتا ہے جن پر بیعت لی گئی تھی۔

- اللہ کے رسولؐ کا حکم سنوگے اور مانوگے، خواہ خوش حال ہو یا تنگ حال، خواہ وہ حکم تمھیں گوارا ہو یا ناگوار محسوس ہو اور خواہ تم پر کسی اور کو ترجیح دی جائے۔
- حکومت کے معاملے میں اہلِ حکومت سے نزاع نہیں کروگے۔ اگرچہ تم یہ سمجھتے ہو کہ حکومت تمھارا حق ہے۔
- جہاں بھی اور جس حال میں بھی ہو، حق بات کروگے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈروگے

یہ انتہائی اہم امور ہیں۔ اِن امور پر عمل درآمد نے اوس و خزرج میں اختلافات یک سر ختم کر دیے اور تمام معاملاتِ نزاع نبی ﷺ کی زندگی میں آپؐ کی جانب لوٹائے جاتے رہے اور دل میں بلا کسی خیال کے قبول کیے جاتے رہے اور آپؐ کی وفات کے بعد صاحبانِ امر کے فیصلوں کو بھی بلا چون وچرا تسلیم کیا جاتا رہا۔ اِن امور نے انصار و مہاجرین کے درمیان بھی ہم آہنگی کو قایم رکھنے اور بعد میں انصار کے لیے مہاجرین کی قیادت تسلیم کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ نہ صرف یہ، بلکہ خود مہاجرین کے درمیان یہ اصول ایک دوسرے کے ساتھ مفاہمت میں اپنا رول ادا کرتے رہے۔

اسلام میں بیعت کی حقیقت

ہم ابھی بارھویں برس کے واقعات اور قرآنی تنزیلات کا تذکرہ کر رہے ہیں یا وہاں تک پہنچے ہیں۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد قرآن کی تین سورتوں [سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ، سُوْرَۃُ الْفَتْح اور سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ] میں چھ مقامات پر اہلِ ایمان کی بیعت کا تذکرہ ملتا ہے، جس کا ہم اُن تنزیلات کا موقع آنے پر ذکر کریں گے، اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعتِ رضوان اور فتح مکہ کے موقع پر لوگوں کی اور خاص طور سے خواتین کی نبی ﷺ سے بیعت بڑی مشہور ہیں جن کا اپنے مواقع پر اور آخر میں اِن تمام بیعتوں میں مشترک اور مختلف امور کی اہمیت اور خود بیعت پر گفتگو ہو سکے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

تاریخ کے اوراق اور کتبِ احادیث میں عقبہ میں ملاقات کرنے والی اِن دونوں جماعتوں [گروپس] میں شامل رہنے والے اصحاب کے بارے میں بہت زیادہ تفصیلات نہیں ملتی ہیں، ذیل میں ہم اِن میں سے کچھ اصحاب کے بارے میں کچھ مشہور و معلوم باتوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

۴. ذکوان بن عبد القیس رضی اللہ عنہ

ذکوان بن عبد القیس رضی اللہ عنہ، بیعت عقبہ اولیٰ میں شریک رہے یوں یثرب سے ایمان قبول کرنے والے سابقون الاوّلون میں سے ایک ہیں۔ آپ غزواتِ بدر اور احد میں شریک ہوئے تھے۔

۵. عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، قبیلۂ خزرج کے خاندان سالم سے ہیں، ابو الولید آپؓ کی کنیت ہے، والدہ کا نام قرۃ العین تھا، جو عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کا نام، نانا کے نام پر رکھا گیا۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد اہلِ مدینہ کی تعلیم اور قیادت کے لیے نبی ﷺ نے بارہ نقیب مقرر کیے۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اُن کے قبیلے کے لیے نقیب مقرر کیا، آپؓ عقبہ کی پہلی اور دوسری، دونوں بیعتوں میں شامل ہوئے۔ بنو سالم کے مکانات مدینہ کے غربی پہاڑی سلسلے کے کنارے قبأ سے متصل واقع تھے، یوں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا مکان مدینہ سے باہر تھا۔ اس علاقے میں اِن کے کئی قلعے بھی تھے، جو اطم قوافل کے نام سے مشہور ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے انصار و مہاجرین میں جو مواخات قایم کی تو ابو مرثد غنوی کو ان کا بھائی بنایا

ابو مرثد نہایت قدیم الاسلام صحابی ہیں اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے، اس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے تعلق کی زنجیر خاندانِ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے جاجڑتی ہے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں شرکت کی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغاوت پر آمادہ یہود کے قبیلے بنو قینقاع کی جلاوطنی کا فرمان جاری کیا تو عبادہ رضی اللہ عنہ نے بنو قینقاع سے دیرینہ معاہدہ توڑ دیا، قرآن کی آیۃ مبارکہ "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُودَ وَالنَّصَارَی....."اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ آپ کو بیعت الرضوان میں شرکت کی بھی سعادت حاصل رہی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جن انتہائی قابلِ اعتماد افراد کی جمع قرآن کی ذمہ داری لگائی، اُن تین میں سے ایک آپ بھی تھے۔ عہدِ فاروقی میں شام کے قاضی رہے، فلسطین کے مقام رملہ میں ۷۲ سال کی عمر پاکر ۳۴ہجری میں وفات پائی۔

٦. معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ

معاذ بن حارث انھیں معوذ بن عفراء بھی کہا جاتا ہے یہ انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے اِن کی والدہ کا نام عفراء تھا۔ یہ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے۔ اپنے سات بیٹوں کے ساتھ معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے [واہ، وا کیا کہنے !] اور شہدائے بدر میں اپنا نام لکھوا کر تا قیامت اسلام کے معزز ترین قافلے کے رکن بن گئے۔

۷. یزید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن یا ابو عبد اللہ تھی۔ ان کے بھائی کا نام بحاث تھا بیعت عقبہ اولیٰ و بیعت عقبہ ثانیہ میں موجود تھے۔

یثرب میں اسلام کی اشاعت میں پہلے گروپ کے چھ افراد کا بڑا حصہ ہے، اگرچہ کہ اُن کی مساعی سے عددی اعتبار سے اسلام میں فوج در فوج داخلے کی کیفیت نہیں بنی مگر اس زور سے اسلام کا چرچا ہوا کہ مدینے کے ہر گھر، در و بام اور گلی کوچے میں وہ موضوعِ گفتگو بن گیا۔ ایک سال بعد جب لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے تو اُن کی کوششوں سے ۱۲ اہلِ ایمان افراد بھی اِن کے ہم راہ تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدِ وفا کرنے آئے تھے، وہ عہد جو بیعتِ عقبہ اولیٰ کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ لوگ

واپس جاتے ہوئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر اپنے ہم راہ مدینے لے گئے۔ پھر مدینے میں اسلام کی اشاعت زوردار بارش کی مانند ہوگئی، اس میں مکے کے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بڑا حصہ ہے، نابینا صحابی ابنِ مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اِن کے ہم راہ یثرب آئے تھے۔ یہ دونوں بزرگ چوں کہ بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد یثرب میں وارد ہوئے، اس لیے اِن کا تذکرہ ہم بیعت عقبہ ثانیہ کی روداد کی تفصیل کے موقع پر [اگلی جلد ہفتم میں] کریں گے، اِن شا اللہ العزیز۔

سالِ نبوت کے بارے میں یک وضاحت:

آیندہ صفحات میں نبوت کے تیرہویں برس کا آغاز ہو رہا ہے۔ مختلف واقعات کے مواقع پر آپؐ کی عمر اور سالِ نبوت کے تعین میں ایک اُلجھن پیش آتی ہے، جسے ذہنوں میں صاف ہونا چاہیے، اُلجھن یہ ہے کہ ہم کہتے اور سنتے ہیں کہ نبوت کے تیرہویں سال کی تکمیل پر آپ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے نبوت کے ۱۴ویں برس ہجرت فرمائی، یہ دونوں بیانات بالکل صحیح ہیں! اسی طرح یہ کہ آپؐ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے مقابل یہ کہ پیدایش / نبوت کے چونسٹھویں برس وفات پائی؛ بیانات دونوں درست ہیں! یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ ایسا کیوں کر ہے؟

سال کا آغاز محرم سے ہوتا ہے [نہ کہ ربیع الاوّل سے] جو کسی سال کا پہلا مہینہ ہے، جس سال آپؐ کو نبوت ملی وہ آپؐ کی نبوت کا پہلا سال ہے، مگر یہ نبوت اس وقت ملی جب آپؐ ربیع الاوّل میں پورے چالیس سال کی عمر کو پہنچے یعنی سال کے تیسرے ماہ۔ بارہویں مہینے یعنی ذوالحجہ میں پہلا سال ختم ہوگیا، لیکن نہ ابھی نبوت کو پورا سال گزرا تھا اور نہ ہی آپ کی تاریخ پیدایش آئی تھی مگر دوسرا سنِ نبوت محرم کے ساتھ شروع ہوگیا، تیسرے ماہ ربیع الاوّل میں نبوت کو ایک سال مکمل ہوا مگر یاد رہے کہ یہ دوسرا سن تھا، اس طرح جب نبوت کے بعد تیرہواں ذوالحجہ کا مہینہ آیا تو نبوت کا تیرہواں سال ختم ہو رہا تھا مگر نہ ہی نبوت کو ملے کامل تیرہ برس گزرے تھے اور نہ ہی آپ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پوری ۵۳ برس کی تھی، اگلے برس جو محرم سے شروع ہوگا تو تیسرے ماہ میں جب ربیع الاوّل میں آپ کی تاریخ پیدایش آئے گی تو عمر مبارک کے ۵۳ برس پورے ہوں گے اور نبوت کے بھی ۱۳ برس پورے ہوں گے، مگر خیال رہے کہ نیا سال شروع ہوچکا ہے میلاد [پیدایش]

کے اعتبار سے ۵۴واں برس ہے اور بعثتِ نبوی کے اعتبار سے ۱۴واں برس ہے۔اسی طرح جب عمر کا ۶۳واں سن ذوالحجہ میں ختم ہو رہا تھا تو آپ تو حجۃ الوداع سے واپسی کے سفر میں تھے، محرم آیا، چونسٹھواں سن میلادی شروع ہو گیا مگر ۶۳ برس کی عمر مبارک پوری ہونے میں کوئی ۹/۱۰ ہفتے باقی تھے دو ماہ بعد ربیع الاوّل آ گیا آپؐ بیمار تھے، ۶۳ برس پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو واپس بلا لیا........ ۶۴ ویں سن میں پورے ۶۳ سال کی عمر پر۔اس مسئلے پر یہ لمبی گفتگو اس لیے ہوئی کہ بتایا جا سکے کہ ہر سالِ بعثت یا نبوی کے پہلے دو ماہ اور دس دن، پچھلے میلادی برس میں شمار ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆